اسلام کا تصور اجتہاد

مولانا ابو الفتح محمد یوسف
ممبر اسلامی نظریاتی کونسل

آئین کے آرٹیکل ۲۲۷ شق نمبرا میں کہا گیا ہے کہ تمام موجودہ قوانین کو قرآن پاک اور سنت میں منضبط احکام کے مطابق بنایا جائیگا جن کا اس حصے میں بطور اسلامی احکام حوالہ دیا گیا ہے اور ایسا کوئی قانون وضع نہیں کیا جائے گا جو مذکورہ احکام کے منافی ہو۔

شق نمبرا کے مطابق احکام کو صرف اسی طریق سے مطابق نافذ کیا جائے گا جو اس حصہ میں منضبط ہے۔ دفعہ ۲۳۰ شق اول (الف) میں مذکور ہے کہ:

''مجلس شوریٰ اور صوبائی اسمبلیوں سے ایسے ذرائع ووسائل کی سفارش کرنا جن سے پاکستان کے مسلمانوں کو اپنی زندگیاں انفرادی اور اجتماعی طور پر ہر لحاظ سے اسلام کے ان اصولوں اور تصورات کے مطابق ڈھالنے کی ترغیب اور امداد ملے جن کا قرآن پاک اور سنت میں تعین کیا گیا ہے۔''

یہ تمام دفعات رہنمائی دیتی ہیں کہ قرآن وسنت ہی قانون کی ترتیب وتدوین کا ماخذ رہیں گے۔ قرآن وسنت سے ہٹ کر کوئی قانون نہ مدون کیا جاسکتا ہے نہ ہی پارلیمان اور اسلامی نظریاتی کونسل کو اپنی طرف سے وضع کرنے کا اختیار ہے۔ اس تمہید کے بعد چند بنیادی نکات پیش خدمت ہیں۔

آج تک جتنے علماء، فقہاء اور مجتہدین گزرے ہیں ان میں سے کسی نے اجتہاد کا دروازہ بند نہیں کیا لیکن تمام فقہاوعلماء کے نزدیک مسائل قرآن وسنت سے اخذ کرنے کے قواعد وضوابط موجود ہیں اگر ان کو ترک کر دیا جائے اور اپنی طرف سے قرآن وسنت کی تشریح پیش کی جائے تو وہ اجتہاد نہیں ہوگا اور نہ ہی وہ تشریح ہوگی بلکہ تحریف قرآن وسنت ہوگی۔

مثال نمبرا۔

اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ. اَنْتُمْ لَهَا وٰرِدُوْنَ (پارہ۱۷ سورہ الانبیاء آیت نمبر۹۸)

ترجمہ: تم اور جو کچھ پوجتے ہو اللہ کے سوا ایندھن ہے دوزخ کا تم کو اس پر پہنچنا ہے'' (بحوالہ تفسیر عثمانی)

جب یہ آیت پڑھی گئی تو مشرکین نے شورمچانا شروع کیا کہ ماتعبدون کے عموم میں عیسیٰ علیہ السلام بھی آتے ہیں تو کیا وہ بھی دوزخی ہوگئے (العیاذ باللہ)۔ جبکہ آپ لوگ عیسیٰ علیہ السلام کی تعریف کرتے ہیں اور انہیں نبی مانتے ہیں۔ اس اعتراض پر اللہ تعالیٰ نے ان کے اس مطلب کو صراحۃً غلط قرار دیا اور فرمایا:

بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ. اِنْ هُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَيْهِ (پارہ۲۵ سورۃ زخرف آیت ۵۹،۵۸)

''بلکہ یہ لوگ ہیں جھگڑالو، وہ کیا ہے؟ ایک بندہ ہے کہ ہم نے اس پر فضل کیا''

یعنی ہر معنی اور مطلب تشریح نہیں ہوسکتا بلکہ یہ چیزیں تحریف کے زمرے میں آتی ہیں اسی کی طرف سورۃ انبیاء کی آیت ۱۰۱ میں اشارہ کیا گیا جہاں ان کے معبودوں کے جہنمی ہونے کا تذکرہ تھا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰى اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ

ترجمہ: جن کے لیے پہلے سے ٹھہر چکی ہماری طرف سے نیکی وہ اس (جہنم) سے دور رہیں گے''

مثال نمبر۲:

اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ

ترجمہ: جبکہ فرشتوں نے کہا اے مریم! اللہ تجھ کو بشارت دیتا ہے اپنے حکم کی جس کا نام مسیح ہے عیسیٰ مریم کا بیٹا''

یہ مضمون پہلی کتابوں میں اور قرآن حکیم میں موجود ہے اسی سے عیسائیوں نے توحید فی التثلیث کا عقیدہ بنایا کہ کلمۃ منہ (العیاذ باللہ) اللہ تعالیٰ بصورت کلمہ کن عین عیسیٰ بن گیا پھر اپنے زعم فاسد میں اپنی اپنی تشریحات کر ڈالیں جو کہ دراصل تحریفات تھیں جبکہ قرآن حکیم میں کئی تعبیرات سے اس توجیہ اور عقیدے کو باطل قرار دیا گیا۔ کبھی کہا گیا کانا یاکلان الطعام یہ دونوں (عیسیٰ اور اس کی والدہ) انسان اور حادث تھے دونوں کھانا کھاتے تھے۔ اور تقاضا ہائے بشری ان کو لگتے تھے بھلا یہ دونوں خدا کیسے ہوسکتے ہیں۔ (سورہ مائدہ آیت ۷۵)

ان کی اس تشریح کو شرک وکفر قرار دیا گیا چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں،
ترجمہ:''بے شک کافر ہوئے جنہوں نے کہا کہ اللہ وہی عیسیٰ ہے مریم کا بیٹا''۔اللہ تعالیٰ نے ایسی تشریح کرنے والوں کو مشرک اور جہنمی کہا۔

وَقَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَ رَبَّكُمْ.

''اور مسیح علیہ السلام نے کہا ہے کہ اے بنی اسرائیل بندگی کرو اللہ کی جو رب ہے میرا اور تمہارا''

اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ.

''بے شک جس نے شریک ٹھہرایا اللہ کا سو حرام کی اللہ نے اس پر جنت اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے۔''

وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَار

''اور کوئی نہیں گناہ گاروں کی مدد کرنے والا۔'' (آیت ۷۲ سورہ مائدہ پارہ ۶)

مثال نمبر ۳:

یہودیوں کے ایک گروہ نے لفظ (صید) میں تاویل کر ڈالی (جبکہ ان کو صید ہفتہ کے دن ممنوع تھا) کہ وہ صید ممنوع ہے جو براہ راست سمندر یا دریا سے لیا جائے اگر پانی کو نالیوں کے ذریعے تالابوں میں پہنچا دیا جائے، اس کے ساتھ مچھلی از خود آجائے اور ان نالیوں کو بند کر دیا جائے اور ممنوع دن کے علاوہ کسی دوسرے دن میں تالابوں میں سے مچھلی شکار کی جائے تو وہ ممنوع صید میں شمار نہیں ہوگی۔ اس پر ان کو سزا ملی کہ بندر بنا دیئے گئے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وَ لَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِيْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِئِيْنَ. (سورۃ بقرہ آیت ۶۵)

ترجمہ:''اور تم خوب جان چکے ہو جنہوں نے تم میں سے زیادتی کی تھی۔ ہفتہ کے دن میں تو ہم نے کہا ان سے ہو جاؤ بندر ذلیل''۔ لہٰذا ایسی تشریح کو تحریف کہا جائے گا جو اپنی خواہش پر اللہ کے احکام میں تبدیلی کی جائے اور یہ آسمانی دینوں میں سنگین جرم ہے۔''

مثال نمبر ۴:

حضرت عبدالرحمان بن حسنہ سے روایت ہے کہ بنی اسرائیل کے کسی شخص کے کپڑے یا موزے یا جوتے کو پیشاب لگ جاتا تو اس جگہ کو کاٹنا پڑتا تھا۔ بنی اسرائیل میں سے ایک شخص نے ان کو اس عمل سے روک دیا کہ اتنی سختی نہیں ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا''فعذب فی قبرہ''، پھر اس گناہ کی وجہ سے اسے قبر میں عذاب دیا گیا (رواہ ابوداؤد، ابن ماجہ، النسائی ص۴۴ مشکوۃ المصابیح)

مثال نمبر ۵:

عن ابی ھریرۃؓ ان رسول اللہ علیہ الصلوۃ والسلام قال قاتل اللہ الیھود حرمت علیھم الشحوم فجملوھا فباعوھا واکلوا اثمانھا (بخاری، ص۲۹۴، باب لایذاب شحم المیتۃ، کتاب البیوع)

ترجمہ: ''ابوہریرہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ یہود پر لعنت کرے کہ ان پر حلال جانوروں کی چربیاں حرام تھیں ان کو پگھلایا پھر انہیں بیچا اور ان کے پیسے استعمال کیے۔''

نوٹ: لفظ شحم یا اس کے ہم معنی لفظ سے یہود پر جانوروں کی چربی حرام کی گئی تھی تو انہوں نے تاویل کی کہ اس چربی سے تیل بنا لیں اور کہا یہ کہ اب یہ شحم نہیں بلکہ دھن ہے جس پر ان کے اس ناجائز عمل کو اور تیل بیچ کر اس کے پیسے استعمال کرنے کو حرام کہا گیا۔

خلاصہ یہ کہ قرآن وسنت سے ان کے صحیح معنی ومفہوم کے تعین کے لیے تمام مجتہدین کے ہاں مسلمہ ضوابط ہیں جو اصول کی کتابوں میں مندرج ہیں۔ ان سے ہٹ کر کوئی مطلب پیش کرنا خواہ جتنی بھی چرب زبانی سے پیش کیا جائے، وہ یہود ونصاریٰ کے تحریفی عمل کے زمرے میں آتا ہے۔ایسا عمل تحریف ہی کہلائے گا، جس کی تمام ادیان میں سخت مذمت کی گئی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہود کی مذمت میں فرمایا۔

وَقَدْ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُوْنَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ (سورہ بقرہ آیت ۷۵)

ترجمہ: ''حالانکہ ان میں ایک ایسا گروہ بھی گزرا ہے جو اللہ کا کلام سنتا تھا پھر اسے سمجھنے کے بعد جان بوجھ کر بدل ڈالتا تھا''

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِيَةً. يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ (سورۃ مائدہ آیت نمبر ۱۳)

ترجمہ: ''سو ان کے عہد کو توڑنے پر ہم نے ان پر لعنت کی اور کردیا ہم نے ان کے دلوں کو سخت، پھیرتے ہیں کلام کو اس کے ٹھکانے سے'' اور فرمایا:

ومن الذين هادواسمعون للكذب سمعون لقوم آخرين لم ياتوك يحرفون الكلم من بعد مواضعه (القرآن، المائدۃ:۴۱)

ترجمہ: ''اور وہ جو یہودی پس جاسوسی کرتے ہیں جھوٹ بولنے کے لیے اور وہ جاسوس ہیں دوسری جماعت کے جو تجھ تک نہیں آئے بدل ڈالتے ہیں بات کو اس کا ٹھکانہ چھوڑ کر''

تحریف کا اصطلاحی معنی:

هو التغير فى الكلمة او حمله على غير المراد منه (الموسوعة الفقهيه، ص ۱۹۸۸ جلد نمبر۱۰)

تفسیر وتاویل کا اصطلاحی معنی:

التفسيربيان لفظ لايحتمل الاوجهاًواحداًوالتاويل توجيه لفظ متوجه الى معان مختلفة الى واحد منها بما ظهر من الادلة.

ترجمہ: ''کسی ایسے لفظ کی وضاحت جو صرف ایک ہی قسم کی وضاحت کا احتمال رکھتا ہو اور تاویل سے مراد کسی لفظ کے لیے جو مختلف معانی کا احتمال رکھتا ہو، دلائل کے ذریعے ظاہر ہونے والے ان میں سے کسی ایک معنی کی تعیین کرنا''

اجتہاد کی تعریف:

بذل الفقية وسعيه فى طلب الحكم الشرعى الظنى

ترجمہ: ''فقیہ کا اپنی مقدور کو شرعی حکم کی تلاش میں صرف کرنا بشرطیکہ وہ حکم ظنی ہو'' یعنی اس شرعی حکم میں مجتہد سے اگر خطا ہوجائے تو گناگار نہ ہوگا۔

(ارشاد النقاد الى قواعد اجتهاد ص۲۰)

حسب تعریف بالا اجتہاد کی گنجائش وہاں ہوگی جہاں مسئلہ مجتہد فیہ ہو۔چنانچہ امام فخرالدین رازیؒ اور امام غزالی فرماتے ہیں"**والمجتهد فيه كل حكم شرعى ليس فيه دليل قاطع.**

ترجمہ: مجتہد فیہ وہ حکم شرعی ہے جس میں کوئی دلیل قاطع نہ ہو۔(**المستصفى، المحصول**). یہی امام شاطبیؒ اور امام زرکشیؒ کا فرمان ہے :"**الركن الثالث المجتهد فيه وهو كل حكم شرعى عملى وعلمى يقصد به العلم ليس فيه دليل قطعى**"

ترجمہ: ''تیسرا رکن اجتہاد مجتہد فیہ ہے اور یہ وہ حکم شرعی علمی یا عملی جس میں کوئی دلیل قطعی موجود نہ ہو'' بحوالہ(**الاحكام، الموافقات، البحر المحيط**)

لہذا جہاں نص قطعی **الثبوت والدلالة** موجود ہو جیسے **يوصيكم الله فى اولاد كم للذكر مثل حظ الانثيين.**

کہ بیٹی کے دوحصوں کے برابر بیٹے کا حصہ ہے۔ یا مسئلہ ضروریات دین سے ہو مثلاً پانچ نمازیں، فرضی زکوۃ، روزہ وحج، عقوبات وکفارات یا اجماع امت ہے تو ایسے مسائل میں اجتہاد کی گنجائش نہیں ہے۔ اجماع امت کی مثال جیسے ''ضروریات دین کے انکار میں کفرلازم آتا ہے''۔اس پر امت کا اجماع ہے لہذا ایسے مسائل میں کسی کو رائے زنی کا حق نہیں ہے۔(بحوالہ **ارشادالنقاد الى قواعد الاجتهاد مولفه الدكتوراسماعيل محمد على عبدالرحمن، ص ۲۶ تا ۳۱**).

ان عبارات کی روشنی میں بعض اجتہاد حرام ہوگئے چنانچہ صاحب شرح المنہاج اور شرح التنقیح فرماتے ہیں"**يكون الاجتهادحرام فى حالات ثلاث**"۔

الحالةالاولىٰ:

اذاوقع فى مقابلة نص قاطع من الكتاب اوالسنة، او وقع فى مقابلة الاجماع.

الحالةالثانيه:

اذاوقع فى الاصول الاعتقاديه كاثبات الوحدانية والصفات ومايجرى مجراها.

الحالة الثالثه:

اذاوقع فيماعلم من الدين ضرورة:كاركان الاسلام والصلاة الخمس وتحريم الزنا.

ترجمہ: ''تین حالتوں میں اجتہادحرام ہے۔

پہلی حالت:نص قطعی کتاب اللہ یا سنت یا اجماع کے مقابلہ میں ہو۔

دوسری حالت:اصول اعتقادیہ میں اجتہاد جیسے اثبات وحدانیت اور صفات باری تعالیٰ۔

تیسری حالت:ضروریات دین میں جیسے ارکان اسلام، پانچ نمازیں، اورتحریم زنا،(بحوالہ **المنهاج، شرح تنقيح الفصول، فواتح الرحموت وغيرهم**)

خلاصة یہ کہ اسلام نے کبھی اجتہاد کا دروازہ بند نہیں کیا لیکن تجدید اجتہاد اور تبدید احکام شرعیہ میں فرق ہے مغرب زدہ اذہان آج کے دور میں اسلام کو متہم کرنے کے درپے ہیں کہ سابقہ احکام جو قرآن وسنت سے ماخوذ ہیں ان میں رجعت ہے جو کہ صرف پہلے زمانے کے لوگوں کے لیے تھے۔ اب جبکہ

ٹیکنالوجی اورمیڈیا کا دور ہے اور پورا عالم ایک بستی کی شکل اختیار کرگیا ہے، ان احکامات پر نظرثانی ضروری ہے۔ یہ سوالات یا اعتراضات وہ لوگ کرسکتے ہیں جو اسلامی فقہ اور اس کے اصولوں سے ناواقف ہیں۔ اگر فقہ اسلامی اور اس کے اصولوں کا نظرعمیق سے جائزہ لیں تو واضح ہوگا کہ اجتہاد کا دروازہ ہردور میں مجتہد کے لیے کھلا ہوا ہے۔

قال النبیﷺ لایزال طائفة من امتی ظاهرین علی الحق حتی یاتی امرالله(رواه مسلم کتاب الامارة باب قول لایزال طائفة من امتی)

ترجمہ: ''میری امت سے ایک جماعت ہمیشہ حق پر قائم رہے گی اور یہ حق بالدلیل غالب رہے گا قیامت تک۔''

جن حضرات نے اجتہاد کے دروازہ کے بارے میں کہا ہے کہ بند ہے محض اس لیے کہا ہے کہ غیر مجتہد لوگ اجتہاد کا دعویٰ کرکے وقتی حکومتوں یا اسلام دشمن قوتوں کے لیے آلہ کارنہ بن جائیں۔ لہذا شرائط کے ساتھ مسئلہ واقعی مجتہد فیہ ہو اور مجتہد میں مسلّم اجتہادی صلاحیت ہو اور قرآن وسنت سے احکام اخذ کرنے کے لیے فصیح وبلیغ کلام کے مفردات میں، خاص، عام، مشترک، موول، حقیقت، مجاز، صریح، کنایہ اور کلام کے جملے اور مرکبات میں ظاہر، نص اور مفسر، محکم، عبارة النص، اشارة النص، دلالۃ النص، اقتضاء النص، مفہوم موافق ومفہوم مخالف نیز احکام میں قیودات اتفاقی واحترازی اور کلام کے محاورات کو مدنظر رکھتے ہوئے مسائل اخذ کرے اور سابقہ اجماع، قرآن وسنت کے قطعی مسائل اور ضروریات دین سے اس کا کوئی مسئلہ نہ ٹکرائے تو جو اخذ کرے گا اگرچہ اس سے خطا ہوجائے اس کو ضرور ثواب ملے گا۔

کونسل کی سالانہ رپورٹ ۲۰۰۶-۲۰۰۷ ص۲٦۰ پر مذکورہ دس مسائل منصوص علیہا ہونے کی وجہ سے مجتہد فیہ نہیں ہیں اس لیے ان میں اجتہاد کے نام پر رائے زنی تحریف کے زمرے میں آتی ہے۔ قطعی مسائل میں ارکان کونسل کی رائے طلبی اور اس پر ووٹنگ کرانا آئین کی دفعہ ۲۲۷ کے بھی خلاف ہے۔ دفعہ کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں۔

> ''دفعہ ۲۲۷(۱) تمام موجودہ قوانین کو قرآن پاک اور سنت میں منضبط اسلامی احکام کے مطابق بنایا جائے گا، جن کا اس حصے میں بطور اسلامی احکام حوالہ دیا گیا ہے۔ اور ایسا کوئی قانون وضع نہیں کیا جائے گا جو مذکورہ احکام کے منافی ہو''

یہ دفعہ بالکل واضح انداز میں بیان کرتی ہے کہ پہلے سے موجود ایسے قوانین جو قرآن وسنت کے مطابق نہیں ہیں ان کو ترمیم وتنسیخ کے ذریعے سے قرآن وسنت کے مطابق وضع کیا جائے گا لیکن اس کے بالکل برعکس پہلے سے موجود اسلامی قوانین کو غیراسلامی ساخت دینے کی کوشش کی گئی ہے۔

مذکورہ رپورٹ میں جن احکامات پر رائے زنی کی گئی ہے یہ ارکان کے دائرہ اختیار میں نہیں آتے۔ اس کی عام فہم مثال یوں لی جاسکتی ہے کہ ارکان اسمبلی اس بات پر تو ووٹنگ کرسکتے ہیں کہ اسمبلی کی میعاد پانچ کی بجائے تین یا سات سال ہو لیکن اس بات پر ووٹنگ کہ سرے سے اسمبلی ہی نہ ہو اور جمہوریت کا وجود ہی ختم ہوجائے یہ ممکن نہیں۔ اگر ایسا ہوتا بھی ہے تو اس کی کوئی حیثیت نہیں ہوگی۔ اسی طرح اجماعی منضبط قطعی احکامات میں بالا جماع، تبدیلی کے لیے اجتہاد کی گنجائش نہیں ہے۔ اجتہاد تو ہمیشہ سے مجتہد فیہ احکام میں ہی جاری وساری ہوتا ہے نہ کہ منصوص علیہا احکام میں۔

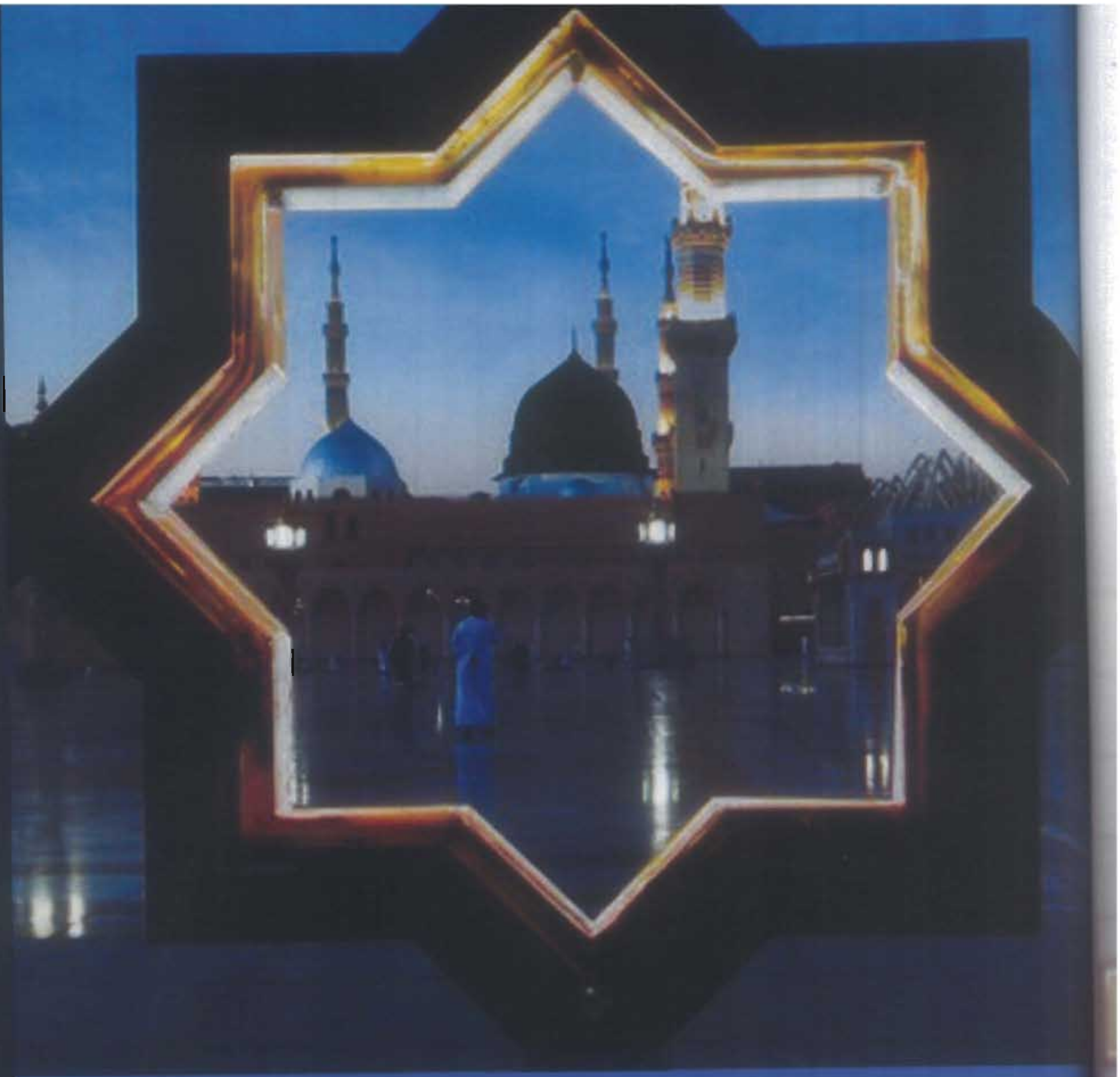

مولانا محمد صدیق ہزاروی
ممبر اسلامی نظریاتی کونسل

نظام مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اور انسداد جرائم

بنیادی عناصر "تربیت، عدل اور سزا"